ان کو صوبائی عصبیت کے نعروں کے لیے مجبور کردیا۔

باقی ماندہ پاکستان فی الحقیقت صوبہ پنجاب سے عبارت ہے، باقی تین صوبوں کی آبادی پنجاب کے مقابلہ میں اتنی قلیل ہے کہ اگر وہ سب متحد بھی ہوجائیں تو پنجاب کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ آزادی سے پہلے بھی پنجاب کو فوجی قوت کا خطہ کہا جاتا تھا اور اب بھی بحمداللہ پنجاب کو وہی پہلے والی حیثیت حاصل ہے کہ فوج پنجاب کی ہے اور اس کے بہادر جیالے فوجی پاکستانی حدود کے محافظ ہیں، بھلا ایسی حالت میں کیا مجال ہے کسی دوسرے خطے کو کہ پنجاب کا استحصال کرسکے۔

علمی اور ادبی حلقوں میں یہ خبر بڑے دکھ سے سنی گئی کہ سندھ کے ایک علمی اور روحانی سرہندی خاندان کے عظیم عالم اور ادیب مولانا حکیم حافظ محمد ہاشم جان سرہندی رحلت فرما گئے یہ علمی دنیا کا ایک ایسا عظیم خلا ہے کہ جس کی قریبی زمانہ میں تلافی نظر نہیں آتی۔ مرحوم کے خاندان کا سندھ سے پرانا تعلق ہے، ان کے اسلاف میں سے خواجہ صفی اللہ پہلے بزرگ ہیں جن سے مخدوم عبدالواحد سیوستانی صاحب البیاض اور مخدوم ابراہیم ٹھٹوی، مخدوم محمد ہاشم کے پوتے نے روحانی فیض حاصل کرکے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

میاں عبدالنبی کلہوڑا کی خواجہ صفی اللہ صاحب نے تیمور شاہ کے دربار افغانستان میں سفارش کی تھی اور تالپور حکمرانوں کے خلاف مہم شروع ہونے والی تھی کہ مرحوم قیصر خاں نظامانی میر صاحب کی طرف سے وفد لے کر کابل پہنچے اور خواجہ صاحب کو راضی کردیا جس سے یہ حملہ دفع ہوگیا۔ خواجہ صفی اللہ صاحب اپنے حلقہ مریدوں کے ساتھ سندھ تشریف لائے اور مرحوم قیصر خاں نظامانی نے آپ کے سفر حج کے لیے بڑی رقم نذر کی اور خواجہ صاحب عازم حرمین ہوئے لیکن راستہ میں ہی حدیدہ بندر میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

افغانستان کے پھر دوسرے بزرگ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب نقشبندی سرہندی تھے جو سندھ میں تشریف لاتے تھے اور یہاں کے فیض باطنی کے پیاسوں کو سیراب فرماتے تھے۔ جیسے خلفا آپ کی تربیت سے پیدا ہوئے۔ شمالی سندھ میں مولانا عبدالرحمٰن سکھر والے آپ کے خ

خلفاء میں سے تھے۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کے جنوبی سندھ میں ٹکھڑ کے سادات خاص طور پر معتقد تھے، جن کے اصرار پر خواجہ صاحب نے ترک وطن کر کے ٹکھڑ میں سکونت اختیار کی اور وہیں مدفون ہوئے۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کے مسند پر ان کے صاحبزادے مولانا خواجہ محمد حسن صاحب بیٹھے، وہ بھی باپ کی طرح صاحب فیض باطنی تھے اور ظاہری علم کے بھی یکتائے روزگار تھے، کئی کتابیں تالیف فرمائیں۔ خواجہ محمد ہاشم جان آپ کے چھوٹے صاحبزادہ تھے جو باپ کی طرح صاحب علم و عمل تھے۔ آپ کی تعلیم اجمیر میں مولانا معین الدین صاحب اجمیری کے ہاں ہوئی۔ مولانا معین الدین صاحب برصغیر کے بہت بڑے متبحر عالم تھے۔ آزادی وطن کی تحریک میں علماء دیوبند اور دہلی کے ساتھ ساتھ کام کیا، کئی بار اسیر فرنگ بھی رہے مگر ان کی استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ نے قطبی پر جو اردو میں شرح لکھی ہے، وہ بھی قید و بند کی حالت میں لکھی تھی اور یہ وہ اسباق تھے جو جیل سے مرحوم ہاشم جان صاحب سرہندی کے لیے لکھ کر بھیجتے تھے اور یہ شرح تصورات کا حصہ چھپ چکا ہے۔

مرحوم خواجہ محمد ہاشم جان کو نادر اور قلمی کتابوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ تالیف علماء سندھ کو خاص طور پر جمع فرماتے تھے اور آپ کا کتب خانہ نادر روزگار کتابوں کا مجموعہ تھا، آپ موسم گرما میں کوئٹہ میں سکونت کرتے تھے، وہاں بھی آپ کی جائداد تھی اور اکثر کتابیں کوئٹہ میں تھیں اور کچھ کراچی میں۔

دعا ہے کہ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔